خوارج کی تحریک اور ان کی شاعری

از ڈاکٹر محمد یوسف قاسمی، شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

یہ فرقہ انتہائی درجہ کا متعصب تھا۔ دعوت و تبلیغ میں تلوار کا استعمال کرنا ایک معمولی بات تھی۔ اسی تعصب نے انھیں انتہائی حد تک ظالم اور سنگدل بنا دیا تھا کہ چھوٹی چھوٹی بات پر انسانوں کی جان لینا کوئی اہم بات نہیں تھی۔

جہاں تک خیال کیا جا سکتا ہے کہ اُن کا یہ تعصب اس بنا پر تھا کہ خلافت قریش میں تھی۔ اور یہ خود ربیعی قبائل میں سے تھا۔ اور مضر اور ربیعہ کے درمیان عداوت پرانی ہے۔ جسے اسلام اور نبی علیہ السلام کی صحبت نے ٹھنڈا کر دیا تھا۔ یہی عداوت دوبارہ رنگ لائی۔ اور اسی آبائی عداوت نے خوارج کو تعصب اور شدت پر آمادہ کر رکھا تھا اور جسے وہ اپنا دینی اخلاص تصور کرتے تھے۔ خلافت کے مسئلہ میں ان کا نظریہ تھا کہ خلافت کسی قوم کسی قبیلہ کے لئے مختص نہیں بلکہ ہر وہ شخص خلیفہ بن سکتا ہے جس میں شرائط خلافت پائی جاتی ہوں۔ ان کا یہ نظریہ تو غیر متعصبانہ تھا لیکن عجمیوں کو بری نظر سے دیکھتے تھے اور ان سے تعصب برتتے تھے۔ ابن الحدید نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک خارجی عورت نے کسی عجمی سے شادی کر لی۔ اس پر خوارج بے ساختہ پکار اٹھے۔ اے تو نے تو ہم کو رسوا کر دیا۔ اگر اُن کا

یہ تعصب نہ ہوتا تو بہت سے عجمی ان کا مذہب اختیار کر لیتے عجمیوں سے اتنی نفرت اور دوری کے باوجود ان کا مذہب عجمی افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا مثلاً یہ کہ بھائی بہنوں سے نکاح جائز ہے۔ یہ ان کا سراسر کفریہ مسلک ہے جو فارسی اثرات کے قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔

عقائد و افکار خلیفہ کا تقرر عام مسلمانوں کی آزادانہ رائے کے بعد عمل میں آسکتا ہے اور خلیفہ اس وقت تک منصبِ خلافت پر گامزن رہ سکتا ہے جب تک وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہے۔ اگر خلیفہ بدکار، بدکردار اور خطا کار ہے تو اسے برطرف کر دینا بلکہ قتل کر دینا بھی جائز ہے۔

خلافت کسی خاندان، کسی قوم یا قبیلہ کے ساتھ خاص نہیں۔ ایک عجمی شخص بھی خلیفہ بن سکتا ہے۔ اور بہتر ہے خلیفہ عبدِ عرب کو بنایا جائے تاکہ اگر وہ راہ حق سے منحرف ہو تو اسے معزول یا قتل کرنے چنداں دشواری نہ پیش آئے۔ اسی بنیاد پر انھوں نے اپنا خلیفہ ایک غیر عربی النسل عبداللہ بن وہب کو بنایا۔ اور اسے امیر المومنین کہتے تھے۔ ان کے یہاں اقامتِ خلافت واجب نہیں بلکہ مصلحتؔ ضرورت پر منحصر ہے۔

ہر گناہ گار کافر ہے۔ چاہے وہ گناہ بالارادہ کیا گیا ہو۔ یا خطار اجتہادی ہو۔ اسی وجہ سے معاذاللہ حضرت علی کو کافر کہتے تھے۔ باوجودیکہ حضرت علی مسئلہ تحکیم کے لئے از خود تیار نہیں ہوئے تھے۔ خارجیوں کا حضرت علیؓ کی تکفیر پر مصر رہنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ مخطی مجتہد کو بھی کافر کہتے ہیں۔ ان سب افکار و عقائد کے سبب یہ جمہور مسلمین کو کافر و مشرک کہتے تھے۔ اور ان کی مخالفت کو بنیادی فرض گردانتے تھے۔

ان کے عقائد و افکار نہایت سطحی اور سادہ ہے۔ اور ان کے دلائل انتہائی لچر اور

چھپے ہیں۔ مثلاً مرتکب کبیرہ کے کفر پر یہ آیت پیش کرتے ہیں وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ کافر ہیں۔ یعنی جو کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ خدا کے حکم کے بغیر فیصلہ کرتا ہے اس لئے وہ کافر ہے۔ وغیر ذالك من الاضاحیك۔

خوارج کا دندان شکن جواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان سے خطاب فرمایا:

"اگر تمہارا خیال ہے کہ میں خطا وار اور گمراہ ہوں تو میری گمراہی اور غلطی کی سزا امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں دیتے ہو۔ میری خطا پر انھیں کیوں پکڑتے ہو۔ میرے گناہ پر انھیں کیوں کافر قرار دیتے ہو۔ تم نے اپنے کندھوں پر تلوار لٹکا رکھی ہے اور انھیں موقع بے موقع بے نیام کر لیتے ہو۔ تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ گنہگار کون ہے اور بے گناہ کون۔ دونوں کو تم نے ایک ساتھ ملا رکھا ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا۔ پھر اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور اس کے اہل خانہ کو اس کا وارث بھی تسلیم کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو جرم قتل میں قتل کیا۔ لیکن اس کے اہل کو اس کی میراث سے محروم نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو دُرّے مارے۔ لیکن دونوں کو مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔ آپؐ نے گنہ گاروں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا حکم قائم کیا۔ لیکن اسلام نے مسلمانوں کو جو حصہ دیا تھا اس سے ان گنہ گاروں کو محروم نہیں کیا نہ ان کا نام دائرۂ اسلام سے خارج کیا۔"

خوارج کے پاس حضرت علی کی اس مدلل تقریر کا کوئی جواب نہیں تھا۔

خوارج خود اپنی زد میں | یہ بہت چھوٹے اور ضمنی مسائل پر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ اور اسی ضد اور آپس میں لڑائی نے ان کی چولیں چولیں ہلا دی کہ یہ دوسروں سے مقابلہ کے لائق نہ رہ سکے۔ اور یہ خود نہ لڑتے تو ان کی کم عقلی اور بیوقوفی کا فائدہ اٹھا کر مخالف ان کے درمیان بآسانی جنگ کی چنگاری چھوڑ دیتا تھا۔ اس میں یہ مدتوں الجھے رہتے تھے۔ ان کے افتراق وتشتت نے ان کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا۔

چنانچہ عبداللہ بن مہلب ابن ابی صفرہ نے ان کو آپس میں لڑا کر ان کے شر سے مسلمانوں کو بچانے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔

ابن الحدید نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ خارجیوں کے فرقۂ ازارقہ کا ایک لوہار زہر آلود تیر تیار کرتا تھا۔ خوارج اپنے تیروں سے اصحاب مہلب پر حملہ کرتے تھے۔ یہ معاملہ جب مہلب کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں اس کا تدارک کرتا ہوں۔ یہ کہکر اپنے ایک آدمی کو خط دیا۔ اور ایک ہزار درہم دیے اور اسے قطری بن فجاۃ خارجیوں کے امیر لشکر کی طرف جانے کی ہدایت کی اور یہ کہا کہ خط اور درہم دشمن کے لشکر میں پھینک آؤ اور وہاں اپنے بچاؤ کا خیال رکھنا۔ وہ شخص حسب ہدایت روانہ ہو گیا۔ اس خط کی عبارت یہ تھی:

اما بعد۔ آپ کے تیر مجھے مل گئے ہیں۔ میں ایک ہزار درہم بھیج رہا ہوں۔ یہ رقم قبول کیجئے اور مزید تیر بنا کر مجھے بھیجدیجئے۔

یہ خط قطری تک پہونچا دیا گیا۔ قطری نے لوہار کو بلا کر پوچھا یہ خط کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ قطری نے کہا یہ درہم کیسے ہیں۔ اس نے کہا کچھ خبر نہیں۔ قطری نے کہا اسے قتل کر دو۔ وہ فوراً ہی قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے ان کے ضعفِ عقل اور بے تدبیری کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

خارج کے فرقے

ازارقہ۔ یہ نافع بن الازرق کے پیرو ہیں۔ اور تعداد اور اعتقاد کی شدت کی وجہ سے دیگر فرقوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ان کے جملہ عقائد تو وہی ہیں جو پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں مزید براں یہ زانی کے سنگسار کرنے کے قائل نہیں۔ غیر خارجی تمام خارج از دین اور مشرک ابدی جہنمی ہیں۔ ان کے نزدیک جھوٹی تہمت کوئی چیز نہیں۔ گناہِ کبیرہ یا صغیرہ کا ارتکاب انبیاء علیہ السلام سے ہو سکتا ہے۔

نجدات۔ یہ نجدہ بن عویمہ کے ماننے والے ہیں۔ یہ چند مسائل میں ازارقہ سے مختلف اعتقاد رکھتے ہیں۔ مثلاً یہ جنگ سے فرار اختیار کرنے والے کی تکفیر نہیں کرتے۔ اور یہ شیعوں کی طرح تقیہ کے معتقد ہیں۔ پھر یہ تین فرقوں میں بٹ گئے۔

فرقہ صفریہ۔ یہ لوگ زیاد بن الاصفر کے حامی اور اس کے پیروکار تھے۔ یہ اپنے اعتقادات اور افکار میں ازارقہ سے کم تر اور دیگر فرقوں سے بالاتر تھے۔ اس فرقہ کا بانی عبدالکریم بن عجرد ہے۔ یہ نجدات سے ملتے جلتے عقائد کے حامل ہیں۔ پھر یہ دو فرقوں میں بٹ گئے۔ شیعہ، میمونیہ۔

اباضیہ۔ یہ عبداللہ بن اباض کے پیروکار ہیں۔ یہ خارجیوں میں معتدل اور جمہور مسلمانوں سے قریب تر۔ اور اہلِ سنت جیسے عقائد رکھتے ہیں۔

فرقۂ یزیدیہ۔ و میمونیہ

یہ دونوں فرقے مسلمان تصور نہیں کیے جاتے ہیں۔ چونکہ یزیدیہ حضورؐ کو قادیانیوں کی طرح پیغمبر آخرالزماں خاتم النبیین نہیں تسلیم کرتے۔ اور اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کوئی نبی عجمیوں میں بھیجے گا اور شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دے گا۔

میمونیہ۔ یہ محرمات سے نکاح کو جائز کہتے ہیں اور سورۃ کو خارج از قرآن

کہتے ہیں۔ قرآن اور داستانِ محبت کیسے ممکن ہے۔

والعیاذ باللہ

خوارج کی شاعری ٹھیٹ بدویت، کٹر عصبیت، خالص عقیدہ اور اپنے مذہب کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں ہمیشہ بحث اور مناظرہ کی ضرورت کے باعث ان کی گفتار نہایت سلیس، کلام شائستہ اور شاعری نہایت متین ہوگئی تھی۔ لیکن ان لوگوں میں شاعری کو خطابت کے بعد ثانوی درجہ حاصل تھا۔ اس لئے ان کی تبلیغ کا دار و مدار اپنے موقف کو دل نشین کرانے اور آیاتِ قرآنی و احادیث رسول کے ذریعہ بحث و مجادلہ کرنے پر تھا اور اس خدمت کے لئے شاعری بہت کم سودمند ہوتی تھی۔ البتہ جب بھی کوئی خارجی، دشمن سے نبرد آزما ہوتا یا موت کا مقابلہ کرتا یا قید ہو جاتا تو اس کی طبیعت میں پر زور رجز یا پختہ قصیدہ جوش مارنے لگتا۔ جس میں وہ جنگ کی تعریف، جہاد کے لئے بے قراری، زندگی سے بیزاری، موت کی تحقیر، شہادت کا شوق، جنت کی تمنا وغیرہ۔ مناسب الفاظ اور دل نشین پیرایہ میں بیان کرتا تھا۔ اس کے علاوہ دوسرے موضوع ان لوگوں کی شاعری میں کمیاب ہیں۔

خوارج شاعری سے مباحثہ یا ہجوگوئی میں مقابلہ کا کام بہت کم لیتے تھے، اس لئے کہ مباحثہ ومناظرہ کے لئے ان کے پاس قوت گویائی اور جنگ میں مقابلہ کے لئے تلوار تھی۔

معاذ بن جوین بحالت اسیری اپنی قوم کو جوش دلاتے ہوئے ایک قصیدہ میں کہتا ہے:

الا ایها الشادون فرحان لا مدی

فتری نفسه الله ان یترحلا

اقتدمر بلاد الخاطئین جہالتہ
دکل امدی منکم یعاد لیقتلا

خارجی فرقے کے متعلقین میں بہت لوگ ایسے گزرے ہیں جنھیں شاعری میں کمال حاصل رہا ہے اور جنھوں نے کسی نہ کسی موضوع پر اپنا زور قلم استعمال کیا ہے مگر ان میں طرماح بن حکیم اور کمیت بن زید اسدی بھی ہیں جنھوں نے فن شاعری کو عروج کمال تک پہونچایا اور خارجی فرقہ کے سپہ سالار شمار کیے گئے۔

کمیت اپنی شاعری عوام کے سامنے پیش کرنے سے جھجکتا تھا مگر فرزدق کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے اس نے اپنی شاعری کو عوام میں پھیلانا شروع کر دیا۔ اس نے لوگوں کو "ہاشمیات" قصائد سنائے جن میں اولاد علی کی طرفداری اور ان کی مدافعت وحمایت کا اظہار کیا۔ کمیت بن زید اسدی اپنے قصائد "ہاشمیات" کی وجہ سے بنو ہاشم کا بے نظیر شاعر شمار ہوتا تھا۔ اس نے نہ صرف بنو ہاشم کی مدح کی اور ان کی مدافعت وحمایت میں دلیلیں پیش کیں۔ بلکہ سچی زبان، پرخلوص اعتقاد، بے باک دل، پرجوش وروان طبیعت سے ان کی مدافعت وحمایت کی۔ مگر جب ہشام بن عبدالملک نے اس کو منظم کئے جانے کا حکم دیدیا تو اس نے شیعہ مسلک کے مطابق تقیہ کی پناہ کی۔ اس کی مدح سرائی میں ایک قصیدہ کہہ ڈالا۔

کمیت اور طرماح بن حکیم نے راویوں اور نحویوں کو یہ کہتے سنا کہ جاہلی ادب کو برتری اور بدوی شاعری کو فضیلت اس لئے حاصل ہے کہ ان میں شواہد اور غریب الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اس چیز نے طرماح اور کمیت میں غریب الفاظ کی محبت اور نامانوس الفاظ استعمال کرنے کا شوق پیدا کر دیا۔ یہ دونوں بدویوں اور رجز خوانوں سے اشعار سن کر ان میں سے

غریب ونادر الفاظ اخذ کر لیتے تھے اور پھر ان کو بے جگہ استعمال کرتے تھے۔ عجاج کہتے ہیں۔ طرماح وکمیت مجھ سے غریب ونادر الفاظ دریافت کرتے تھے پھر وہ دونوں الفاظ کو اپنی شاعری میں بے محل استعمال کرتے تھے جب ان سے معلوم کیا گیا کہ یہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ دونوں شہری ماحول میں پروان چڑھے ہیں اور نادیدہ چیزوں کا وصف بیان کرتے ہیں اسی وجہ سے اصمعی اور ابوعبیدہ نے ان دونوں کی شاعری کو اسلامی شعراء کے لحاظ سے معیوب اور غیر مستند بتایا ہے۔ جس طرح وہ عدی بن زید اور امیہ بن ابی الصلت کو جاہلی شعراء میں غیر مستند کہتے ہیں۔ طرماح کے اس رجحان کا اثر اس کی شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کے اشعار میں جہاں نرم و نازک وشیریں الفاظ ملیں گے وہیں پر کچھ بھدّے، بے جوڑ اور خام اشعار نظر آئیں گے۔

بہر حال طرماح کا شمار اسلامی شعراء کی فہرست میں ہوتا ہے جو اپنے کسی نہ کسی خاص انداز فکر کی وجہ سے مشہور ومعروف رہے ہیں۔ مثلاً طرماح کو ہی لے لیجئے۔ اس کا اپنا ایک نرالا اور مخصوص طرز ہے۔ جس کو وہ اپنے قلم کے ذریعہ استعمال کرتے ہوئے ہجو کرتا ہے۔ وہ جس کی بھی ہجو کرتا ہے اس کی توہین وتحقیر، ذلت وآبرو ریزی میں شدت مبالغہ سے کام لیتا ہے۔ اس کے ...... اشعار کے پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ از غیب اس کی نصرت کی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ کمیت جو اس کا ہم عصر اور ہم پیالہ وہم نوالہ تھا بہت پہلوؤں میں اس کے کمال کا اعتراف کرتا ہے۔

طرماح بن حکیم رزمیہ قصائد کہنے والوں میں گنا جاتا ہے۔ اس کے قصیدہ کے دو شعر نمونہ کے طور پر پیش خدمت ہیں:

قتل فی شط بنهروان اغماضی
ودعانی هوی العیون المراضی
فتطربت للصبا ثم ارتضت
رضی بالتقی و ذوالله راضی

کمیت اور طرماح کی زبان صحیح تھی اور طرز بیان فصیح۔ شاعری اور نحو میں یہ قابل سند استاذ ہیں۔

خارجی شعراء کی ایک طویل فہرست ہے جنھوں نے کچھ نہ کچھ اشعار کہے ہیں۔ کسی نے حادثاتِ زمانہ سے متاثر ہو کر اور کسی نے اپنے قبیلہ کے دفاع میں۔ مگر ان میں سے کچھ کو امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے۔ جیسے طرماح بن حکیم۔ قطری بن فجاۃ۔ کمیت۔ عمران بن حطان، عبیدہ بن ہلال الیشکری، قدوۃ بن نوفل۔ البہلول بن بشر الشیبانی، معاذ بن جوین، عیسیٰ بن عاتک الخطی نافع بن الازرق۔

مآخذ

۱۔ شعر الخوارج دکتور احسان عباس دار الثقافۃ بیروت
۲۔ العقد الفرید ابی محمد احمد بن محمد عبد ربہ۔ الاندلسی القاہرہ ۱۹۶۷
۳۔ الکامل مبرد جلد ثانی مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۹۳۷ء
۴۔ الکامل ابن الاثیر بیروت ۱۹۶۵ء

۵۔ الشعر والشعراء ابن قطیبۃ ایڈٹ احمد محمد شاکر
قاہرہ ۱۹۴۶ء

۶۔ کتاب الملل والنحل محمد بن عبدالکریم بیروت ۱۹۴۷ء

۷۔ المذاہب الاسلامیہ ابوزہرہ القاہرۃ مکتبۃ الادب

۸۔ مروج المذہب ابوالحسن علی بن حسین ۔ المسعودی
مصر۔ المطبعۃ البہیۃ ۱۳۴۶ھ

۹۔ معجم الشعراء ابوعبداللہ محمد بن المرزبانی۔مطبع عیسیٰ الیابی الحلبی

۱۰۔ تاریخ الیعقوبی ۔ سید محمد صادق دار صادر ۱۹۶۰ء

۱۱۔ المجمع الاسلامی ۔ العراقی ۱۹۵۵ء

۱۲۔ البیان والتبیین جاحظ

۱۳۔ اے لٹریری ہسٹری آف دی عرب
آر۔ اے ۔نکولسن ۔ کیمبرج ۱۹۶۹ء

۱۴۔ تاریخ الاسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی

۱۵۔ شرح ابن الحدید

۱۶۔ شرح نہج البلاغہ